ختم نبوت

کورس

سبق نمبر:26

امام مہدی کے بارے میں چند روایات پر قادیانی اعتراضات اور ان کے علمی تحقیقی جوابات

(حصہ سوم)

مرتب: مولانا سعد کامران

سبق نمبر 26

امام مہدی کے بارے میں چند روایات پر قادیانی اعتراضات اور ان کے علمی تحقیقی جوابات

(حصہ سوم)

روایت نمبر3:

چاند اور سورج گرہن کا مشہورِ زمانہ مرزائی دھوکہ

قادیانی دارقطنی کی درج ذیل روایت پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امام مہدی آئے گا تو اس کے وقت میں چاند کی 13 کو چاند گرہن اور 27 تاریخ کو سورج گرہن لگے گا پس جب مرزا صاحب نے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا تو اسی سال چاند اور سورج کو گرہن لگا تھا۔ لہذا یہ اس بات کی نشانی ہے کہ مرزا صاحب ہی سچے امام مہدی ہیں۔

آیئے پہلے روایت اور اس کا ترجمہ دیکھتے ہیں پھر اس کا علمی رد کرتے ہیں۔

"حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْإِصْطَخْرِيُّ, ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ, ثنا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ, عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ, عَنْ جَابِرٍ, عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ, قَالَ: «إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ, يَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ, وَتَنْكَسِفُ

الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ, وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ» "

ترجمہ: ”عمرو بن شمر (جعفی کوفی) نے جابر (بن یزدی جعفی) سے اور اس نے "محمد بن علی" سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ: ہمارے مہدی کی دو ایسی نشانیاں ہیں کہ جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ دونوں کبھی واقع نہیں ہوئیں (پہلی نشانی) رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہو گا اور (دوسری نشانی) رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہو گا، اور یہ دونوں (گرہن) جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگے۔

(سنن الدار قطنی، جلد 2 صفحات 419 تا 420)

خود مرزا صاحب نے اس روایت کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَيْرُ الْاَنَامِ اَنَّ الشَّمْسَ تَنْكَسِفُ عِنْدَ ظُهوْرِ الْمَهدِیْ فِی النِّصْفِ مِنْ هذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِی اَلثَّامِنِ وَالْعِشْرِيْنَ قَبْلَ نِصْفِ النَّهارِ"

” پس رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہو گا یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر کے وقت۔“

(نور الحق الحصۃ الثانیۃ صفحہ 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 209)

ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"فاعلموا ایها الجهلاء والسفهاء ان هذا حدیث من خاتم النبیین وخیر المرسلین وقد کتب فی الدارقطنی الذی مر علی تالیفه ازید من الف سنة "

”اے جاہلو اور بے وقوفو! جان لو کہ یہ خاتم النبیین اور خیر المرسلین (ﷺ) کی حدیث ہے

جو دارقطنی نے لکھی ہے جس کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔"

(نور الحق الحصۃ الثانیۃ صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 253)

مرزا صاحب اس روایت کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

"ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جب سے زمین و آسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی مامور اور مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 132)

ایک اور جگہ یوں لکھا ہے:

" اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں، اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں دونوں گرہن رمضان میں کبھی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 203)

مرزا صاحب کی تحریرات سے اس روایت کے بارے میں درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

1۔ دارقطنی میں موجود روایت حدیث رسول ﷺ ہے۔

2۔ اگر کسی مدعی مہدویت کے دور میں یہ گرہن لگ جائے تو وہ سچا ثابت ہو گا۔

3۔ مرزا صاحب سے پہلے کسی مدعی مہدویت یا نبوت کے دور میں یہ گرہن نہیں لگا۔

4۔ چاند گرہن لگنے کی تاریخ چاند کی 13 اور سورج گرہن لگنے کی تاریخ چاند کی 28 ہے۔

قادیانیوں کے اس باطل استدلال کے بہت سے جوابات ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر1:

مرزاصاحب نے اس بات کو "نبی کریم ﷺ کا فرمان" لکھا، جبکہ دنیا کی کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں کہ یہ بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے، آج بھی جماعت مرزائیہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اسی ضد پر اڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جبکہ وہ خود جس کتاب کے حوالے سے یہ (جھوٹی) روایت پیش کرتے ہیں اس میں بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں بلکہ کسی "محمد بن علی" نامی بزرگ کی طرف منسوب قول ہے (جماعت مرزائیہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حضرت زین العابدینؒ کے بیٹے امام باقرؒ ہیں، اگر اس دعویٰ کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو بھی یہ بات حدیث رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں بن سکتی بلکہ امام باقر تو صحابی بھی نہیں کہ یہ فرض کیا جائے کہ انہوں نے یہ بات آنحضرت ﷺ سے سنی ہوگی)۔ لہذا اس قول کو حدیث رسول ﷺ کہ کر اس سے استدلال کرنا جہالت ہے۔

جواب نمبر2:

مرزاصاحب نے لکھاہے:

"جو روایت امام بخاری کی شرط کے مخالف ہو وہ قابل قبول نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 119 تا 120)

اس کے علاوہ مرزاصاحب لکھتے ہیں:

"میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 185 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356)

جب یہ روایت بخاری و مسلم میں بھی نہیں اور مہدی کے بارے میں تمام روایات مرزا صاحب کے نزدیک جھوٹی ہیں تو پھر ان ساری جھوٹی روایات میں یہ سچی روایت کیسے نکل آئی؟

جواب نمبر3:

جو تاریخیں قادیانی حضرات بتاتے ہیں ان دو تاریخوں پر چانداور سورج گرہن گزشتہ 1300 سال میں 60 دفعہ واقع ہو چکا ہے۔

(حدائق النجوم صفحہ 702تا707)

مطلب اس کو مرزا صاحب کے لئے خاص کرنا انتہائی بڑا دھوکہ ہے۔

جواب نمبر4:

ایران میں مرزا محمد علی باب نے 1260 ہجری میں مھدویت کا دعوٰی کیا اور اس کے سات سال بعد 1267 ہجری میں 13 رمضان کو چاند گرہن لگا اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا۔

(اسٹرونومی مؤلفہ مسٹر نار من لوکیٹر صفحہ 102، ویوز آف دی گلوبز صفحہ 263 تا 276، حدائق النجوم صفحہ 702 تا 707)

اب اگر اسی نشانی کے مطابق کسی کو امام مہدی ماننا ہے تو مرزا محمد علی باب امام مہدی کیوں نہیں ہے؟

جواب نمبر5:

13 اور 28 کو گرہن کا ہونا ایک معمول کی بات ہے نہ کہ خلافِ معمول۔ جبکہ روایت کے الفاظ معمول سے ہٹ کے ہیں کہ یہ دونوں نشانیاں اس سے قبل واقع نہیں ہوئی ہوں گی۔ تو لازم ٹھہرا کہ چاند گرہن اپنا 12،13 ، 14 والا معمول چھوڑ دے اور سورج اپنا 27،28 ، 29 والا معمول چھوڑ دے۔ لیکن چاند اور سورج کا اپنا معمول نہ چھوڑنا اس بات کی نشانی ہے کہ مرزا صاحب اس روایت میں بتائی گئی نشانی پر پورا نہیں اترے۔

جواب نمبر6:

اس روایت کے عربی الفاظ میں صاف طور پر یہ بیان ہے کہ " چاند گرہن رمضان کی پہلی رات کو" لأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ" اور سورج گرہن ماہ رمضان کے نصف" وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ "میں لگے گا، اور واقعی رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور ماہ رمضان کے نصف میں سورج گرہن آج تک نہیں لگا۔

اگر یہ چاند اور سورج کو گرہن لگنا مرزا صاحب کی سچائی کا نشان ہوتا تو اس گرہن کو رمضان کی یکم اور 13 تاریخ کو لگنا چاہیے تھا جبکہ مرزا صاحب کے وقت رمضان کی 13 اور 28 تاریخ کو گرہن لگا تھا۔

مزید غور کریں تو سمجھ آئے گی کہ تین دنوں کے درمیان کو نصف نہیں کہتے بلکہ اسے وسط کہتے ہیں حدیث شریف میں نصف کا لفظ ہے اس سے مراد مہینے کا نصف ہے۔ النصف مِنہُ کی ضمیر کا مرجع رمضان ہے جو پہلے کلام میں مذکور ہے مگر قادیانی اس ضمیر کو نامعلوم اور غیر مذکور چیز کی طرف لوٹاتے ہیں۔

یہاں قادیانی کہتے ہیں کہ پہلی تاریخ کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے نہ کہ قمر۔ اگر پہلی رمضان کا چاند مراد ہوتا تو حدیث میں لفظ ہلال ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مہینہ کی پہلی شب سے لیکر آخری شب تک کے چاند کو عربی میں قمر کہتے ہیں صرف چاند کے مختلف اوقات مختلف حالتوں اور مختلف صفات کے لحاظ سے کبھی اسی قمر کو ہلال اور کبھی بدر کہا جاتا ہے لیکن ہوتا وہ بھی قمر ہی ہے،، آسان لفظوں میں ایسے سمجھیں کہ قمر کا اردو ترجمہ ہے " چاند " اور جس طرح اردو میں پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند کو چاند ہی کہتے ہیں اسی طرح عربی میں پورے مہینے کے چاند کا اصلی نام "قمر" ہی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ"

ترجمہ: ”اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) سے لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔“

(سورہ یٰسٓ آیت 39)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ"

ترجمہ: ”اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا اور چاند کو سراپا نور، اور اس کے (سفر) کے لئے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کر سکو۔“

(سورہ یونس آیت 5)

ان دونوں آیات میں پورے مہینے کے چاند پر قمر کا لفظ بولا گیا ہے خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا، یہی بات آئمہ لغت نے بھی لکھی ہے۔

چنانچہ مشہور لغت کی کتاب "تاج العروس من جواھر القاموس" میں لکھا ہے:

" الهِلالُ بِالكَسْرغُرَّةُ القَمَرِ "

”ہلال کہتے ہیں قمر کی ابتدائی صورت کو۔“

آگے لکھا ہے:

" يُسَمَّى القَمَرُ لِلَيْلَتَيْنِ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ هِلاَلًا "

”قمر کا نام مہینے کی پہلی دو راتوں تک ہلال رکھا گیا ہے۔“

(تاج العروس من جواھر القاموس، جلد 31 صفحہ 144)

آپ نے دیکھا کہ صاف طور پر لکھا ہے کہ ہلال "قمر" کا ہی نام ہے، اگر مرزا صاحب کی یہ جاہلانہ منطق ایک منٹ کے لئے تسلیم بھی کرلی جائے کہ "قمر" کا اطلاق مہینے کی شروع کی تین راتوں یا سات راتوں کے بعد والے چاند پر ہوتا ہے تو پھر بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات کو ہوگا کیونکہ اس جھوٹی روایت میں الفاظ ہیں " يَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ " جس کا ترجمہ ہے کہ " قمر رمضان کی پہلی رات میں گرہن ہوگا۔"

تو مرزا صاحب کی منطق کے مطابق بھی "قمر" کی پہلی رات چوتھی یا آٹھویں شب ہے تو کیا مرزا صاحب کی زندگی میں رمضان کی چوتھی یا آٹھویں شب کو چاند گرہن ہوا؟

اور مرزا صاحب نے " تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ " کے بارے میں نہیں بتایا کہ "شمس" یعنی سورج کا اطلاق بھی صرف قمری مہینہ کی 27، 28 اور 29 تاریخ کے سورج پر ہی ہوتا ہے یا مہینہ کے نصف اور 14 اور 15 تاریخ کو نکلنے والے سورج کو بھی "شمس" ہی کہتے ہیں؟؟

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے واضح فرمادیا کہ چاند کی ہر منزل پر اس کا نام قمر ہے حتٰی کہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک ہوجائے یعنی پہلی رات کا چاند ہو پھر بھی اس کا نام قمر ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی پیش کردہ روایت کے مطابق بھی مرزا صاحب کے وقت میں گرہن نہیں لگا تھا لہذا مرزا صاحب دعوی مہدویت میں اپنے اصول کے مطابق کذاب ہیں۔

جواب نمبر7:

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

" ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جب سے زمین و آسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی مامور اور مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 132)

ایک اور جگہ مرزا صاحب نے یوں لکھا ہے:

"اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں، اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں دونوں گرہن رمضان میں کبھی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 203)

مرزا صاحب کے حوالہ جات سے پتہ چلا کہ یہ چاند اور سورج کو گرہن لگنے کا نشان کسی بھی ایسے وقت میں نہیں ہوا کہ جب کوئی مامور، مرسل یا نبی کا دعوی کرنے والا موجود ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ اس روایت میں دو بار یہ ذکر ہے کہ "ایسا گرہن جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا" یہاں ہرگز ایسا کوئی ذکر نہیں کہ "کسی مدعی مہدیت کے زمانے میں ایسا چاند یا سورج گرہن نہیں لگا" بلکہ مطلقا ایسا گرہن نہ لگنے کا ذکر ہے، اور جیسا گرہن مرزا صاحب کی زندگی میں بتایا جاتا ہے ویسا گرہن مرزا صاحب سے پہلے کئی بار لگ چکا ہے اور مرزا صاحب کے بعد بھی جب تک یہ نظام فلکی موجود ہے لگتا رہے گا۔

اور مزے کی بات سنہ 1851ء بمطابق 1267ھ میں جب مرزا صاحب کی عمر ابھی گیارہ یا بارہ سال تھی رمضان المبارک کی انہی تاریخوں میں یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا اور اس وقت "محمد احمد سوڈانی" موجود تھا جس نے بھی مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا۔

اگر اس روایت سے مرزا صاحب کے مفہوم کے مطابق یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ گرہن کسی بھی امام مہدی کا دعوی کرنے والے کے دور میں نہیں لگا تو مرزا صاحب پھر بھی کذاب ثابت ہوتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب سے پہلے امام مہدی ہونے کے دعویدار "محمد احمد سوڈانی" کے دور میں بھی یہ گرہن لگ چکا ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا بنایا گیا مفہوم بھی غلط ہے اور ان کا امام مہدی ہونے کا دعوی بھی جھوٹا ہے۔

جواب نمبر8:

اس جھوٹی روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ "جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشان کسی مامور، مرسل اور نبی یا کسی مدعی نبوت و رسالت کے لئے ظہور میں نہیں آئے" بلکہ روایت کے الفاظ کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ "جب سے زمین و آسمان کی پیدائش ہوئی ہے ایسا چاند گرہن اور سورج گرہن کبھی نہیں ہوا" اس میں نہ مامور کا کوئی ذکر اور نہ مدعی نبوت و رسالت کا لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا صاحب کا دعوائے مہدیت دراصل مرزا صاحب کا دعوائے نبوت و رسالت بھی تھا؟

کیا مرزا صاحب کی یہ بات سچ ہے کہ جب ان کے مطابق رمضان المبارک سنہ 1894ء میں سورج اور چاند گرہن ہوئے تو اس وقت تک مرزا صاحب نبوت و رسالت کا دعویٰ کر چکے تھے؟

کیونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ کسی مدعی نبوت و رسالت کے وقت میں بھی کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے؟

ہرگز نہیں کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے تین سال بعد جنوری 1897ء میں مولوی غلام دستگیر صاحب کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا کہ "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی

مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں" تین سطروں کے بعد آگے لکھا "غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔"

(اشتہار 20 شعبان 1314ھ، مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 297 پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا)

(اشتہار 20 شعبان 1314ھ، مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 2 جدید ایڈیشن دو جلدوں والا)

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تشریح کے مطابق بھی مرزا صاحب کذاب ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے مطابق یہ چاند اور سورج کو گرہن اس وقت لگنا تھا جب نبوت و رسالت کا دعویدار موجود ہو۔ جبکہ یہ گرہن 1894ء میں لگا تھا اور 1897ء تک مرزا صاحب نبوت کا دعوی کرنے والے پر لعنت بھی بھیجتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ میرا نبوت کا دعوی نہیں ہے بلکہ مجدد اور ولایت کا دعوی ہے۔

جواب نمبر 9:

یہ روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے اور کذاب راویوں نے "محمد بن علی" کے نام سے گھڑی ہے۔ اس کے دو راویوں کا تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ "عمرو بن شمر الجعفی الکوفی"

ان کا تعارف حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کچھ یوں کروایا ہے۔

1۔ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں

"یہ کچھ بھی نہیں۔"

2۔ امام جوزجانیؒ فرماتے ہیں

"یہ جھوٹا ہے۔"

3۔امام ابن حبانؒ کہتے ہیں

"یہ رافضی ہے جو صحابہ کو گالیاں دیتا تھا اور ثقہ لوگوں کے نام سے موضوع حدیثیں بنایا کرتا تھا۔"

4۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں

"یہ منکر الحدیث ہے۔"

5۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں

"یہ ضعیف ہے۔"

6۔خود امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں

"یہ ضعیف ہے۔"

7۔امام سیلمانیؒ فرماتے ہیں

"یہ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔"

8۔امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں

"یہ منکر الحدیث، ضعیف اور متروک ہے۔"

9۔امام ابو زرعہؒ کہتے ہیں

"یہ ضعیف ہے۔"

10۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں

"یہ ثقہ نہیں ہے اور اسکی حدیث نہ لکھی جائے۔"

11۔امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں

"یہ بہت زیادہ ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔"

12۔امام ساجیؒ کہتے ہیں

"یہ متروک الحدیث ہے۔"

13۔امام ابواحمد حاکمؒ فرماتے ہیں

"یہ جابر جعفی سے موضوع روایات بیان کیا کرتا تھا۔"

14۔امام عقیلیؒ، امام ابن جارودؒ، امام دولابیؒ اور امام ابن شاہینؒ نے اسے ضعیف روایوں میں شمار کیا ہے۔

15۔امام ابو نعیمؒ فرماتے ہیں

"یہ جابر جعفی سے منکر اور موضوع حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔"

(لسان المیزان۔جلد 6 صفحہ 210 تا 211)

خود امام دار قطنیؒ نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکون" (یعنی وہ روای جو ضعیف اور متروک ہیں)میں عمرو بن شمر کوفی کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(الضعفاء والمتروکون للدارقطنی، صفحہ 308)

2۔"جابر بن یزید الجعفی الکوفی"

اس روایت کے ایک راوی یہ صاحب ہیں اگرچہ بعض ائمہ سے ان کی توثیق منقول ہے لیکن اکثریت انہیں ثقہ نہیں سمجھتی، ملاحظہ فرمائیں۔

1۔امام یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا

"جابر جھوٹا ہے۔"

2۔امام لیث بن سلیمؒ نے فرمایا

"وہ جھوٹا ہے۔"

3۔امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں

"میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔"

4۔امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں

"امام یحییٰ قطانؒ نے جابر کو ترک کر دیا تھا۔"

5۔امام نسائیؒ کا قول ہے

"وہ متروک ہے۔"

6۔امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں

"میرے نزدیک وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔"

7۔امام ابن عیینہؒ کا کہنا ہے

"میں نے جابر کو ترک کر دیا۔"

8۔امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں

"جابر (بارہوں امام) کی رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔"

9۔امام جوزجانیؒ کہتے ہیں

"وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔"

10۔امام ابن حبانؒ کہتے ہیں

"وہ سبائی تھا اور عبداللہ بن سبا کے گروہ سے تھا۔"

11۔امام عقیلیؒ امام زائدہؒ سے نقل کرتے ہیں

"واہ روافضی تھا اور صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا۔"

(میزان الاعتدال، جلد 1 صفحات 351 تا354)

12۔امام ذہبیؒ لکھتے ہیں

"جابر شیعہ کے بڑے علماء میں سے تھا، اگرچہ امام شعبہؒ نے اسکی توثیق کی ہے لیکن وہ توثیق شاذ ہے، حفاظ حدیث کے نزدیک یہ متروک روای ہے۔

(الکاشف فی من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، جلد 1 صفحہ 288)

13۔ابو عوانہؒ کہتے ہیں

"سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے مجھے جابر (جعفی) سے حدیث لینے سے منع کیا۔"

14۔یحیٰ بن یعلیٰؒ کہتے ہیں

"اللہ کی قسم وہ جھوٹا تھا۔"

15۔امام عقیلیؒ کہتے ہیں

"سعید بن جبیرؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔"

16۔امام ابن سعدؒ کہتے ہیں

"وہ بہت زیادہ ضعیف تھا۔"

17۔امام ساجیؒ لکھتے ہیں

"سفیان بن عیینہؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔"

18۔میمونیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کیا جابر جعفی جھوٹ بولتا تھا؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم۔

(تہذیب التہذیب، جلد 1 صفحہ 283تا286)

19۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں

"یہ ضعیف اور رافضی ہے۔"

(تقریب التھذیب، صفحہ 137)

قارئین محترم! ہمارے خیال میں یہ روایت جس میں چاند اور سورج گرہن کو مہدی کی نشانی بتایا گیا کہ عمرو بن شمر نے گھڑی ہے اور "محمد بن علی" کے نام سے تھوپ دی ہے، اور تمام علماء حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ "عمرو بن شمر" کا کام ہی جھوٹی روایتیں بنانا تھا۔

جواب نمبر10:

اپنی اسی کتاب میں مرزا صاحب نے دوبارہ یہ جھوٹ اس طرح لکھا کہ:

"فاعلموا ایھا الجھلاء والسفھاء ان ھذا حدیث من خاتم النبیین وخیر المرسلین وقد کتب فی الدارقطنی الذی مر علی تالیفہ ازید من الف سنۃ"

"اے جاہلو اور بے وقوفو! جان لو کہ یہ خاتم النبیین اور خیر المرسلین (ﷺ) کی حدیث ہے جو دارقطنی نے لکھی ہے جس کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔"

(نور الحق الحصۃ الثانیۃ صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 253)

کیا مرزا صاحب کا کوئی ماننے والا یہ بات ثابت کر سکتا ہے کہ امام دارقطنیؒ نے یہ کتاب صرف تین یا چار سال کی عمر میں تالیف کی تھی؟

تاکہ مرزا صاحب کی یہ بات سچ ثابت ہو جائے کہ سنہ 1311 ہجری تک اس کتاب کی تالیف پر "ہزار سال کا عرصہ" گزر چکا تھا؟؟

مرزا صاحب کی یہ کتاب "نور الحق حصہ دوم" پہلی بار سنہ 1311 ہجری میں شائع ہوئی۔

(جیسا کہ کتاب کے بار اول کے ٹائٹل پر لکھا ہے)

اور مرزا صاحب نے اسی کتاب میں لکھا ہے:

"سنن دارقطنی کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔"

اب اگر 1311 ہجری میں سے ایک ہزار سال نکالیں جائیں تو جواب آتا ہے 311 ہجری، اور اس وقت امام دارقطنیؒ کی عمر صرف پانچ سال تھی کیونکہ ان کی پیدائش سنہ 306 ہجری میں ہوئی تھی۔

مرزا صاحب کی تحریر کے مطابق تو یہ کتاب بھی امام دارقطنی کی ثابت نہیں ہو رہی تو پھر اس روایت کو اس قدر صحیح قرار دے کر اس سے استدلال کرنا کیسے درست ہے ؟؟؟

اب آخر میں اس روایت کے بارے میں قادیانیوں کے چند سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 1:

اگر یہ روایت جھوٹی تھی تو امام دارقطنیؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیوں کی ؟

جیسا کہ مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے:

"اگر در حقیقت بعض روای مرتبہ ءاعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دارقطنی پر ہوگا کہ اس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیا ؟ یعنی یہ حدیث اگر قابل اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا ؟"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 133)

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین کا کام روایات کو ان کی سندوں کے ساتھ جمع کرنا اور اس کا ذکر کرنا ہوتا ہے، اب یہ علماء اصول حدیث اور محققین کا کام ہے کہ وہ ہر روایت کے متن اور سند کی جانچ پرکھ کریں، محض کسی روایت کا کسی حدیث کی کتاب میں مذکور ہونا ہرگز اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں اور نہ اصول حدیث کا کوئی ایسا قاعدہ ہے، پھر ہماری زیر بحث روایت (بفرض محال اگر صحیح بھی ہو) تو نہ کسی صحابی کا قول اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کا فرمان بلکہ سنن دارقطنی میں بھی صرف کسی "محمد بن علی" نام شخص کی طرف منسوب قول ہے جو حجت نہیں اور نہ ہی امام دارقطنیؒ نے کہیں لکھا

ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

سوال نمبر2:

رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہو ہی نہیں سکتا۔؟

جواب:

اگر رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور نصف رمضان کو سورج گرہن ہو ہی نہیں سکتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ اس میں تو یہی ذکر ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہو گا، نیز اس روایت میں دو بار یہ بیان ہوا ہے کہ ایسا گرہن جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس روایت میں ایسے گرہن کی بات ہو رہی ہے جو خلاف عادت ہو گا، اور جیسا گرہن مرزا صاحب کی زندگی میں لگا (یعنی رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن) ایسا گرہن تو مرزا سے پہلے بھی ہزاروں بار لگ چکا ہے اور جب تک زمین و آسمان ہیں لگتا رہے گا بلکہ جیسا بیان ہوا تھا کہ "سوڈانی مہدی" کی زندگی میں بھی لگ چکا ہے۔

سوال نمبر3:

مہینے کی پہلی رات کے چاند کو " ہلال " کہتے ہیں جبکہ روایت میں " قمر " کا لفظ ہے۔ مرزا صاحب نے بھی یہ مغالطہ دیا ہے کہ اس روایت میں ہے کہ "یَنْخکسِفُ الْقَمَرُ لَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ " جس کا ترجمہ ہے کہ "رمضان کی پہلی رات کو قمر یعنی چاند گرہن ہو گا" یہاں مہینے کی سب سے پہلی رات ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ پہلی رات کے چاند کو عربی میں " ھلال " کہتے ہیں نہ کہ " قمر " لہذا اس کا مطلب یہی ہے کہ چاند گرہن والی تین راتوں یعنی 13، 14 اور 15 میں سے

پہلی رات کو چاند گرہن ہو گا۔

چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرا سوچو! حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہو گا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ 46،47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330، 331)

ایک اور جگہ یوں لکھا ہے:

"اے حضرات! خدا سے ڈرو جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اس کو کہتے ہیں جو تین کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 138 تا 139)

جواب:

مہینہ کی پہلی شب سے لیکر آخری شب تک کے چاند کو عربی میں قمر کہتے ہیں صرف چاند کے مختلف اوقات مختلف حالتوں اور مختلف صفات کے لحاظ سے کبھی اسی قمر کو ہلال اور کبھی بدر کہا جاتا ہے لیکن ہوتا وہ بھی قمر ہی ہے،، آسان لفظوں میں ایسے سمجھیں کہ قمر کا اردو ترجمہ ہے " چاند " اور جس طرح اردو میں پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند کو چاند ہی کہتے ہیں اسی طرح عربی میں پورے مہینے کے چاند کا اصلی نام "قمر" ہی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ "

ترجمہ:" اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) سے لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔"

(سورہ یٰسین آیت 39)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

" هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ "

ترجمہ:" اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا اور چاند کو سراپا نور، اور اس کے (سفر) کے لئے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کر سکو۔"

(سورہ یونس آیت 5)

ان دونوں آیات میں پورے مہینے کے چاند پر قمر کا لفظ بولا گیا ہے خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا، یہی بات آئمہ لغت نے بھی لکھی ہے۔

چنانچہ مشہور لغت کی کتاب "تاج العروس من جواھر القاموس" میں لکھا ہے۔

" الهِلالُ بِالكَسْرِ غُرَّةُ القَمَرِ "

"ہلال کہتے ہیں قمر کی ابتدائی صورت کو۔"

آگے لکھا ہے:

" يُسَمَّى القَمَرُ لِلَيْلَتَيْنِ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ هِلاَلًا "

"قمر کا نام مہینے کی پہلی دو راتوں تک ہلال رکھا گیا ہے۔"

(تاج العروس من جواھر القاموس، جلد 31 صفحہ 144)

آپ نے دیکھا کہ صاف طور پر لکھا ہے کہ ہلال "قمر" کا ہی نام ہے، اگر مرزا صاحب کی یہ جاہلانہ منطق ایک منٹ کے لئے تسلیم بھی کرلی جائے کہ "قمر" کا اطلاق مہینے کی شروع کی تین راتوں یا سات راتوں کے بعد والے چاند پر ہوتا ہے تو پھر بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات کو ہوگا کیونکہ اس جھوٹی روایت میں الفاظ ہیں "یَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ "جس کا ترجمہ ہے کہ "قمر رمضان کی پہلی رات میں گرہن ہوگا "تو مرزا صاحب کی منطق کے مطابق بھی "قمر" کی پہلی رات چوتھی یا آٹھویں شب ہے تو کیا مرزا صاحب کی زندگی میں رمضان کی چوتھی یا آٹھویں شب کو چاند گرہن ہوا؟

اور مرزا صاحب نے "تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ" کے بارے میں نہیں بتایا کہ "شمس" یعنی سورج کا اطلاق بھی صرف قمری مہینہ کی 27، 28 اور 29 تاریخ کے سورج پر ہی ہوتا ہے یا مہینہ کے نصف اور 14 اور 15 تاریخ کو نکلنے والے سورج کو بھی "شمس" ہی کہتے ہیں؟؟

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے واضح فرمادیا کہ چاند کی ہر منزل پر اس کا نام قمر ہے حتیٰ کہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک ہوجائے یعنی پہلی رات کا چاند ہو پھر بھی اس کا نام قمر ہے۔

سوال نمبر4:

اس روایت میں بیان کی گئی بات کا پورا ہوجانا ثابت کرتا ہے کہ یہ روایت سچی ہے؟

جواب:

مرزائی دعویٰ ہی غلط ہے اس روایت میں بیان کی گئی بات پوری ہوئی، کیا مرزا صاحب کا کوئی پیروکار بتا سکتا ہے کہ اس روایت کے الفاظ کے مطابق رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن کب لگا؟

نیز یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث نہیں بلکہ عمرو بن شمر جیسے رافضی اور جھوٹے راوی کی گھڑی ہوئی روایت ہے جو اس نے "محمد بن علی" کی طرف منسوب کردی۔

روایت نمبر4:

قادیانی ایک اور روایت بھی پیش کرتے ہیں اور اس سے باطل استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس روایت میں سیدنا عیسیٰؑ کو امام مہدی کہا گیا ہے۔ لہذا سیدنا عیسیٰؑ ہی امام مہدی ہیں۔ آیئے پہلے پوری روایت اور اس کا ترجمہ دیکھتے ہیں اور پھر قادیانیوں کے باطل استدلال کا علمی رد کرتے ہیں۔

"عَنْ اَبِی هرَیْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ یَّلْقَی عِیسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَهدِیًّا وَ حَكَمًا عَدْلاً، فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ تُوْضَعُ الْجِزْیَةُ، وَ تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَها-"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "حضور ﷺ نے (اپنی امت سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ (ؑ) سے ملے جو ایک ہدایت یافتہ امام اور انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے۔ پس آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ رکھ دیا جائے گا۔ اور جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہو جائے گی۔"

(مسند احمد حدیث نمبر9323، مسند ابی ہریرۃؓ)

جواب نمبر 1:

اس روایت میں سیدنا عیسیٰؑ کے لئے "اماما مھدیا" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جس کا ترجمہ "ہدایت یافتہ امام" ہے۔ یعنی سیدنا عیسیٰؑ ہدایت یافتہ امام ہوں گے۔

اگر ان الفاظ کی وجہ سے سیدنا عیسیٰؑ امام مہدی ثابت ہوتے ہیں تو انہی الفاظ کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ، حضرت جریر بن عبداللہ اور خلفائے راشدینؓ کیوں امام مہدی ثابت نہیں

ہوتے کیونکہ احادیث میں ان کے لئے بھی "مھدیا" کا لفظ آیا ہے۔

1۔ جریر بن عبداللہؓ

اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

"اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرما' اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت یافتہ بنا۔"

(بخاری حدیث نمبر 3020، باب حرق الدور والنخیل)

2۔ امیر معاویہؓ

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

"نبی اکرم ﷺ نے معاویہ ﷺ اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "اے اللہ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنا دے۔"

(ترمذی حدیث نمبر 3842، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیانؓ)

3۔ خلفائے راشدینؓ

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ-

"تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 4607، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ)

اس روایت میں بلکہ کسی بھی صحیح روایت میں تو دور دور تک ذکر نہیں کہ جس امام مہدی کے آنے کی خبر حضور ﷺ نے دی ہے وہ سیدنا عیسیٰؑ ہیں۔

جواب نمبر 2:

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ بالفرض اگر تمھاری بات مان کر عیسیٰؑ کو ہی امام مہدی مان لیا

جائے تو مرزا صاحب تو پھر بھی امام مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کی ماں کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی ہے اور اس روایت میں ان عیسیٰؑ کے بارے میں بتایا گیا ہے جو بنی اسرائیل کے رسول تھے اور امت محمدیہ میں دوبارہ حاکم اور خلیفہ کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔